بہار تحریر

PART3

علمی، تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ

عبد مصطفی

AM ABDE MUSTAFA

ABOUT US

Abde Mustafa Official, a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at
Our motto : Serving Quraano Sunnat, preaching Ilme Deen and to reform people.

This team came into existence in the year 2012 and in very few years this team did a lot of acts.
There is also a special place of Abde Mustafa Official on social media networking sites.

Lots of people from all over the world are connected to us via Facebook, WhatsApp, Instagram, Telegram, YouTube and Blogger.

Abde Mustafa Official

ABDE MUSTAFA

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

abdemustafaofficial.blogspot.com

جادو کروادیا ہے

مولانا شہزاد قادری ترابی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر تھا، ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر کسی نے جادو کروادیا ہے، آپ علاج کیجیے۔

آپ علیہ الرحمہ نے اپنی عادت کے مطابق تعویذ عطا فرمائی اور خوب تسلی دی مگر وہ شخص مطمئن نہیں ہوا اور بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ مجھ پر کسی نے جادو کروادیا ہے۔

آخر میں شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ایسا لگتا ہے کہ تم پر جادو کسی معمولی آدمی نے نہیں کروایا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے سب سے بڑے جادوگر "سامری" نے تم پر جادو کروایا ہے۔

یہ سنتے ہی وہ تعویذ لے کر مسکراتا ہوا چلا گیا اور موجود حاضرین بھی مسکرا دیے۔

(ملخصاً: خطبات ترابی، ج5، ص268، زاویہ پبلی شرز لاہور)

ہماری عوام میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جنھیں ہمیشہ لگتا ہے کہ کسی نے ہم پر جادو کروادیا ہے۔ عورتوں میں یہ بات زیادہ پائی جاتی ہے۔ انھوں نے پہلے سے یہ بات ذہن نشین کر لی ہوتی ہے کہ ہم پر جادو کیا گیا ہے اور جب انھیں اس کے بر خلاف بتایا جائے کہ آپ پر کسی نے کچھ نہیں کروایا تو انھیں تسکین حاصل نہیں ہوتی گویا وہ یہی سننا چاہتے ہیں کہ مجھ پر کسی نے جادو کروادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

عبد مصطفی

حضرت امیر معاویہ کاتب رسول

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اکرم ﷺ کے کاتب تھے اور عام کتابت کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے آپ کو کتابت وحی کی بھی ذمے داری عطا فرمائی۔

(1) صحیح مسلم، ج4، ص1945، ر2501

(2) صحیح ابن حبان، ج16، ص189، ر7209

(3) المعجم الکبیر للطبرانی، ج13، ص554، ر14446

(4) مجمع الزوائد، ج9، ص357، ر15924

(5) دلائل النبوۃ، ج6، ص243

(6) تاریخ اسلام، ج4، ص309

(7) الشریعہ، ج5، ص2431

(8) المبسوط، ج24، ص47

(9) الاعتقاد، ص43

(10) الحجۃ فی بیان المحجہ، ج2، ص570، ر566

(11) الذخیرۃ، ج1، ص110

(12) الاباطیل والمناکیر، ص116، ر191

(13) کتاب الاربعین، ص174

(14) تاریخ دمشق الکبیر، ج59، ص55، ر7510

(15) کشف المشکل، ج2، ص96

(16) الفخری فی الآداب، ص109

(17) جامع المسانید، ج8، ص131، ر1760

(18) الاعتصام، ص239

(19) امتاع الاسماع، ج12، ص113

(20) تقریب التھذیب، ص470، ر6758

(21)عمدۃ القاری،ج2،ص73،ر71

(22)المواھب اللدنیۃ،ج1،ص533

(23)ارشاد الساری،ج1،ص170،ر71

(24)الصواعق المحرقہ،ص355

(25)سمط النجوم،ج3،ص155

(26)تفسیر روح البیان،ج1،ص180

(27)فتاوی رضویہ شریف،ج26،ص492

(28)شان صحابہ،صفحہ نمبر32

(ماخوذ مِن مَن ھو معاویہ مصنفہ علامہ لقمان شاہد)

قصہ گو مقررین مسجد سے باھر

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ وہاں ایک قصہ گو بیٹھ کر قصے سنا رہا ہے۔ آپ نے ایک سپاہی کو اس کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اسے مسجد سے باہر نکال دے، چناں چہ اس سپاہی نے اسے مسجد سے باہر نکال دیا!

اگر قصہ گوئی کا تعلق ذکر کی مجالس سے ہوتا اور قصہ گو کو علما میں شمار کیا جاتا تو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کبھی بھی اسے مسجد سے باہر نہ نکالتے۔

(ملخصاً:المدخل لابن الحاج،ج1،ص333 بہ حوالہ قوت القلوب،ج1،ص708،طمکتبۃ المدینہ کراچی)

حضرت سیدنا مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ آپ جب بصرہ تشریف لائے تو قصہ گو مقررین کو مسجد سے باہر نکالا۔

(ایضاً)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے قصہ خوانوں کو مساجد سے نکالا ہے اور مارا بھی ہے۔

(القول الجمیل بہ حوالہ فتاوی اجملیہ، ج4، ص101)

عبد مصطفی

سوچو پھر بولو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بندہ بعض اوقات ایک ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کا نقصان نہیں سمجھتا، اور اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اس قدر اتر جاتا ہے جس قدر کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے!

(- مسلم، الزھد، ص1219، ر48182

- و بخاری، الرقاق، ص544، ر6477

و ترمذی، الرقاق، ص1885، ر2314 بہ حوالہ امثال صحیح مسلم، ص102)

بنا سوچے سمجھے بولنا ہمارے لیے ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے۔ کسی بھی بات کو بولنے سے پہلے غور و فکر کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایک جملہ ہمیں دوزخ میں ڈال دے!

اللہ تعالی ہمیں فضول باتوں سے بچائے۔

عبد مصطفی

ڈاکٹر طاہر صاحب

ڈاکٹر طاہر صاحب کے متعلق بہتوں نے بہت کچھ لکھا؛ کسی نے رد میں لکھا تو کسی نے دفاع اور حمایت میں لکھا۔ اگر ہم انصاف کی نظروں سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ جنھوں نے حمایت میں لکھا ہے ان کی نظروں میں ڈاکٹر صاحب کے کام نے پردہ ڈال رکھا ہے ورنہ علمائے اہل سنت نے ڈاکٹر صاحب کے متعلق متفقہ طور پر اپنا نظریہ پیش فرما دیا ہے جو مزاجِ شریعت کے عین مطابق ہے۔

اب تک ڈاکٹر صاحب کے بارے میں جو فتاوی، اقوال اور نظریات علمائے اہل سنت کی جانب سے منظر عام پر آئے ہیں وہ لوگوں کی رہ نمائی کے لیے شافی و کافی ہے۔ میں فقط اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ:

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

شاعر کی مراد تک بھلے ہی مجھ کم فہم کی رسائی نہ ہو سکے لیکن میں اس شعر کے ذریعے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب ہوں یا عالَم رویا میں ائمہ و محدثین سے دستار حاصل کرنے والا کوئی صوفی، اُن کے دستار کے ہر پیچ کی تحقیق کرنا لازم ہے کیوں کہ کبھی کبھی جو دکھتا ہے وہ ہوتا نہیں اور جو ہوتا ہے وہ دکھائی نہیں دیتا۔

عبد مصطفی

کیا آپ کتابیں پڑھتے ہیں؟

امام ذہبی "تذکرۃ الحفاظ" میں خطیب بغدادی کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ راستے میں چلتے ہوئے بھی (کتابوں کا) مطالعہ کرتے تھے تا کہ (کہیں) آنے جانے کا وقت ضائع نہ ہو!

(تذکرۃ الحفاظ، ج3، ص114 بہ حوالہ علم و علما کی اہمیت، ص23، ط مکتبہ اہل سنت)

آج ہم راستے میں چلتے ہوئے پڑھنا تو بہت دور، گھر میں خالی بیٹھے ہوں تب بھی کتابیں پڑھنا پسند نہیں کرتے۔ ہمارے نوجوانوں کے بارے میں تو پوچھیے ہی مت، اِنھیں گانا سننے، موبائل فون پر گیم کھیلنے، فضول کی

چیٹِنگ کرنے اور فلمیں وغیرہ دیکھنے سے ہی فرصت نہیں ہے اور اگر کبھی کبھار تھوڑا بہت وقت خالی مل بھی جائے تو پریشان ہو جاتے ہیں کہ اب اسے کہاں برباد کیا جائے؟

ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ راستے میں چلتے ہوئے کتابوں کا مطالعہ کریں لیکن کبھی تو مطالعہ کریں۔ اپنی دوڑ بھاگ کی زندگی میں سے کچھ وقت کتابوں کے لیے بھی نکالیں، یقیناً یہ آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہو گا۔

جاتے جاتے ایک بات اور:

ممکن ہے یہ پڑھ کر کسی کو حیرانی ہوئی ہو کہ کوئی راستے میں چلتے ہوئے بھی مطالعہ کیا کرتا تھا لہٰذا ہم اُس حیرانگی میں مزید اضافہ کرنے کے لیے ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ثعلب نحوی علیہ الرحمہ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ آپ عصر کے بعد کہیں نکلے اور ہاتھ میں ایک کتاب تھی جسے آپ راستے میں چلتے ہوئے پڑھ رہے تھے۔ ایک گھوڑا آپ سے ٹکرا گیا اور آپ زمین پر گر پڑے! سر میں کافی چوٹ آئی۔ انھیں گھر لے جایا گیا اور دوسرے دن ان کا انتقال ہو گیا۔

(خطبات ترابی، ج1، ص74)

اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو اور مطالعے کی توفیق بھی عطا ہو۔

عبد مصطفیٰ

پہلے پڑھائی بعد میں کھانا

چھٹی صدی کے مشہور حنبلی عالم، علامہ ابن عقیل حنبلی مطالعے کا ایسا شوق رکھتے تھے کہ کھانا کھانے میں بھی کوشش فرماتے کہ کم سے کم وقت لگے!

آپ اکثر روٹی کھانے سے پرہیز کرتے اور وقت بچانے کے لیے چورے کو پانی میں بھگو کر استعمال کرتے؛ فرماتے کہ روٹی کھانے اور چبانے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جب کہ اس (چورے) کے استعمال سے وقت زیادہ نکل آتا ہے۔

(ملخصاً:طبقات حنابلہ بہ حوالہ علم و علما کی اہمیت، ص24،27، ط مکتبہ اہل سنت)

علم نحو کے امام، خلیل بن احمد فرماتے تھے کہ وہ ساعتیں (گھڑیاں) مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہیں جن میں مَیں کھانا کھاتا ہوں۔

(ایضاً، ص23)

محدث کبیر، حضرت عبید بن یعیش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک رات کا کھانا نہیں کھایا، میری ہمشیرہ (بہن) میرے منھ میں لقمہ ڈالتیں اور میں حدیث پڑھتا اور لکھتا۔

(خطبات ترابی، ج4، ص250)

حضرت احمد بن یحیٰی شیبانی بغدادی علیہ الرحمہ کو جب کوئی دعوت دیتا تو اس شرط پر قبول فرماتے کہ ان کے لیے کوئی ایسی چیز مہیا کی جائے جس پر مجلد کتابیں رکھ کر پڑھ سکیں۔

(ایضاً، ص249)

اللہ اکبر! یہ وہ ہستیاں تھیں جنھیں وقت کی اہمیت معلوم تھی اور مطالعے سے غیر معمولی محبت تھی۔ دور حاضر میں دور دور تک اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر آج ہم دیکھیں تو کچھ لوگ صرف نیند کو بلانے کے لیے مطالعہ کرتے ہیں اور دوسری طرف جب بات فلم، ناٹک وغیرہ دیکھنے کی آجائے تو آدھی رات تک اُلو کی طرح آنکھیں کھلی کی کھلی رہتی ہیں۔

معاف کیجیے گا احقر کا مقصد کسی کو نیچا دکھانا یا کسی کا مذاق اڑانا ہر گز نہیں، میں تو فقط ایک حقیقت کو بیان کر رہا ہوں جس کے نمونے ہمیں اپنے ارد گرد اکثر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں وقت کی اہمیت سے واقفیت عطا فرمائے اور علم و عمل سے سچی محبت عطا فرمائے۔

عبد مصطفی

عشق کرنا اور عشق ہونا

ایک ہوتا ہے اتفاقاً کسی پر پہلی نظر پڑتے ہی اس سے پیار ہو جانا اور ایک ہوتا ہے کہ ہم پہلے سے یہ سوچ کر نکلیں کہ ہمیں کسی پر اپنی نظر کو اٹکانا ہے اور کسی سے پیار کرنا ہی ہے۔ اِن دونوں میں بہت فرق ہے۔ آج کل جو عشقِ مجازی کا بازار گرم ہے وہ اِسی دوسری قسم کا ہے کہ ہمیں ایک محبوبہ یا ایک عاشق کی تلاش ہے۔

جس طرح انسان کی زندگی میں دیگر کئی مقاصد ہوتے ہیں کہ دولت کمانی ہے، شہرت حاصل کرنی ہے، ڈاکٹر، انجینئر بننا ہے ٹھیک اِسی طرح کئی لوگوں نے اسے بھی زندگی کا ایک مقصد بنالیا ہے کہ ہمیں ایک محبوب تلاش کرنا ہے پھر اسے اپنے دل کی بات بتانی ہے، اس سے باتیں کرنی ہیں، ملاقات کے لیے تڑپنا ہے اور دیگر معاملات کرنے ہیں جو عشق مجازی میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

ایسی فکر لوگوں کے اندر پیدا کرنے میں فلموں، ڈراموں اور بیہودہ گانوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جنھوں نے لوگوں کا بالخصوص نوجوانوں کا دماغ بھرشٹ کر رکھا ہے۔ ابھی تو حال یہ ہے کہ جس نے جوانی کی دہلیز پر قدم بھی نہیں رکھا وہ بھی عشق مجازی میں دھوکا کھا کر بیٹھا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد اس بلا سے محفوظ رہے تو ان پر دھیان دیں۔ صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ اس نے کھانا کھایا یا نہیں، اسکول گیا یا نہیں، نہایا یا نہیں بلکہ یہ دیکھیں کہ وہ کس راستے پر ہے؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ جل جائے باغِ ارماں اور کانوں کو خبر تک نہ ہو!

عبد مصطفی

رَٹّا مار مقرر

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حامد بن عباس کا ایک دوست بیمار ہو گیا تو عیادت کے لیے اس نے اپنے بیٹے کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ بھیجتے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

بیٹا!جب وہاں داخل ہو جاؤ تو اونچی جگہ بیٹھنا اور مریض سے پوچھنا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ جب وہ کہے کہ فلاں فلاں تکلیف ہے، تو جواب میں کہنا کہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ پھر پوچھنا کہ کون سے حکیم سے علاج کرواتے ہو؟ جب وہ کسی حکیم کا نام لے تو کہنا کہ اچھا ہے، مبارک ہے۔ پھر کہنا کہ غذا (کھانے) میں کیا استعمال کرتے ہو؟ جب وہ کسی غذا کا نام بتائے تو کہنا کہ اچھا کھانا ہے، بہتر غذا ہے۔

بیٹا اپنے باپ کی نصیحتوں کو سن کر عیادت کے لیے وہاں پہنچا تو مریض کے سامنے ایک مینار تھا، وہ نصیحت کے مطابق اس پر بیٹھا تو اچانک وہاں سے گر پڑا اور مریض کے سینے پر جا پڑا اور اسے مزید تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ پھر مریض سے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟

مریض نے کہا کہ مرض الموت میں ہوں۔ اِس نے کہا کہ انشاء اللہ بہت جلد نجات پاؤ گے!

(یعنی جانے کا وقت قریب ہے)

پھر پوچھا کہ کس حکیم سے دوائی لیتے ہو؟

مریض نے کہا کہ ملک الموت!

اس نے کہا کہ مبارک ہے، بابرکت ہے۔ پھر پوچھا کہ کون سی غذا استعمال کرتے ہو؟

مریض نے کہا کہ مارنے والا زہر! اِس نے کہا کہ بہت مزے دار اور اچھی غذا ہے!

(ملخصاً: اخبار الحمقی والمغفلین مترجم، ص278، 279، ط کرمانوالہ بک شاپ لاہور)

فی زمانہ اکثر مقررین کا معاملہ بھی اس سے کافی ملتا جلتا ہے۔ مذکورہ بیٹے نے جس طرح اپنے باپ کی نصیحت کو سمجھنے کی بجائے رٹ لیا اسی طرح ہمارے جوشیلے مقررین "بارہ تقریریں" اور "پچیس خطبات" وغیرہ رٹ کر میدان تقریر میں اتر جاتے ہیں اور پھر انجام کا اندازہ آپ مذکورہ بالا واقعے سے لگا سکتے ہیں۔

عبد مصطفی

ڈاکٹر طاہر اور وقارِ ملت

(قسط1)

وقارِ ملت، حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا جس میں حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم اگر پاکستان میں میرے میزبان بن جاؤ تو مَیں پاکستان میں کچھ دنوں کے لیے رُک سکتا ہوں۔ اُس شخص نے ایک رسالے میں یہی خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ نے پاکستان میں مجھے اپنا مستقل میزبان مقرر کر دیا ہے۔ اس جملے پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اِسے شانِ رسالت میں توہین بتاتے ہیں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ شریعت کی روشنی میں فتوی صادر فرمائیں کہ کیا شخص مذکور کسی شرعی جرم کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں؟

وقارِ ملت علیہ الرحمہ جواب میں لکھتے ہیں کہ طاہر القادری کا یہ خواب نوائے وقت لاہور، تکبیر اور دیگر مختلف رسائل میں چھپا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خواب انسان کے اختیار میں نہیں اور انسان خواب میں عجیب و غریب امور بھی دیکھتا ہے مگر کسی خواب کو اپنی فضیلت کے لیے چھاپنا اور بیان کرنا، یہ انسان کا اختیاری فعل ہے لہذا طاہر القادری کا خواب بیان کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے پاکستان میں مجھے اپنا مستقل میزبان مقرر کر دیا ہے اور واپسی کے ٹکٹ کا بھی مطالبہ کیا ہے اور بہت سی باتیں بیان کیں جن میں حضور ﷺ کے محتاج ہونے اور طاہر القادری سے مدد طلب کرنے اور ایک امتی کے مقابلے میں نبی ﷺ کی محتاجی کا اظہار ہوتا ہے لہذا یہ توہینِ نبی ﷺ ہے اور توہین کرنے والوں کی جو سزا ہے طاہر القادری اس سزا کا مستحق ہے۔

(ملخصًا: وقار الفتاوی، ج1، ص324، 325)

عبدِ مصطفی

ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

(قسط2)

وقار ملت علیہ الرحمہ سے دوسرے مقام پر سوال کیا گیا کہ پروفیسر طاہر القادری مسلک اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں؟ اور ہمیں ان کے بارے میں کیا رائے رکھنی چاہیے؟ ان کے بارے میں ایک رسالے میں پڑھا ہے کہ یہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز کو جائز سمجھتے ہیں اور ان سے جو اختلافات ہیں اسے فروعی گردانتے ہیں تو اس کا واضح مطلب ہے کہ یہ گستاخان رسول ﷺ کو کافر نہیں سمجھتے اور یہ کہ ان کے نزدیک احترام رسول ﷺ بھی فروعی مسئلہ ہے، تو کیا یہ شخص "**مَن شك في كفره و عذابه فقد كفر**" (جو ان گستاخان رسول کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے) کے تحت آئے گا یا نہیں؟

آپ علیہ الرحمہ جواب میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر طاہر القادری کا کہنا یہی ہے کہ یہ اختلافات فروعی ہیں۔ مورخہ 28 ستمبر 1987ء کے جنگ اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ انھوں نے ہوٹل میں عورتوں سے خطاب کیا؛ ایک خاتون نے جب ان سے سوال کیا کہ جب اسلام اتحاد کا درس دیتا ہے تو پھر اتنے فرقے کیوں؟

اس پر پروفیسر طاہر القادری صاحب نے جواب دیا کہ تمام فرقوں کی بنیاد ایک ہے، صرف جدا جدا طریقہ ہے اس لیے اتحاد متاثر نہیں ہوتا اور انھوں نے اپنے انٹرویو میں پہلے بھی کہا تھا کہ ان کے یہاں دو مدرس دیوبندی اور ایک شیعہ ہے لہذا اسی سے اندازہ کر لیجیے کہ ان کے خیال میں اور "ندوہ" والوں کے خیال و اعتقاد میں کیا فرق ہے۔

(وقار الفتاوی، ج1، ص325، 326)

عبد مصطفی

ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

(قسط3)

وقار ملت علیہ الرحمہ سے ایک اور مقام پر سوال کیا گیا کہ زید کہتا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری ایک سچے عاشق رسول ہیں اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنے والے ہیں۔ مجھے طاہر القادری کی اس بات (کہ دیو بندیوں کے پیچھے نماز جائز ہے) کے علاوہ تمام باتوں سے اتفاق ہے اور میں ان کے کاموں سے مطمئن ہوں اور انھیں بد مذہبوں کا چاہنے والا نہیں سمجھتا لہذا یہ ارشاد فرمائیں کہ:

(1) کیا زید کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

(2)- زید کے اور اہل سنت کے عقائد میں جو فرق ہے اسے واضح فرمادیں

وقار ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں اسلام کا دعوی کرنے والے مختلف گروہ ہیں اور ہر ایک یہی دعوی کرتا ہے کہ میں عاشق رسول ہوں مگر کسی شخص کے اسٹیج پر (دیے گئے) بیانات سے اس کے عقائد کا پتا نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ کسی شخص کے عقیدے اور مذہب کا پتا اس کی تحریروں سے چلتا ہے۔ طاہر القادری بہت زمانے سے اپنے مختلف انٹرویوز میں یہ کہتا رہا ہے کہ شیعہ، دیو بندی، غیر مقلد اور بریلوی چاروں مذاہب میں فروعی اختلافات ہیں! ان میں اصولی اختلاف نہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر تہمت لگانا، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو خلیفۂ بر حق نہ جاننا، ان کی خلافت کا انکار کرنا، قرآن کریم کو بیاض عثمانی سمجھنا، یہ تمام باتیں پروفیسر صاحب کی نظر میں فروعی ہیں حالانکہ خلافت ابو بکر کے حق ہونے پر صحابۂ کرام کا اجماع ہے اور اجماع صحابہ کا منکر کافر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والا قرآن کا منکر ہے اور قرآن کو بیاض عثمانی کہنے والا بھی کافر ہے۔ طاہر القادری نے اپنے اس عقیدے کی کھل کر تائید کر دی ہے- منہاج القرآن جو ان کا اپنا رسالہ ہے اس کے دسمبر 1990ء کے شمارے میں چھپا ہے:

موجودہ نازک حالات میں اہل تشیع کو کافر قرار دینے والے اور بھولے بھالے مسلمانوں میں اس کا پروپاگنڈا کرنے والے بعض خود پرست انتہا پسند مولوی صاحبان تو ہوسکتے ہیں اہل سنت وجماعت ہر گز نہیں ہوسکتے۔

اس کے چند سطور بعد لکھا ہے:

اس حقیقت باہرہ اور برہان قاطعہ کے باوجود اہل تشیع کو بالمجموع کافر سمجھنا، کہنا یا قرار دینا مطلقاً باطل ہے، بالکل اسی نہج پر کوئی فرقہ یا کوئی فرد اہل سنت کو کافر سمجھے، کہے یا قرار دے وہ بھی قطعی طور پر باطل ہو گا۔

در حقیقت حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، مالکی، حنبلی، شافعی اور اہل حدیث سب کے سب مسلمان ہیں-ان فرقوں میں فروعی اختلافات تو بہر طور موجود ہیں مگر بنیادی اختلاف کوئی نہیں۔

دیوبندیوں کی توہین نبی پر مشتمل وہ کتابیں جن پر علماے حرم، شام و مصر نے حکم تکفیر کیا اور یہ لکھا:

"مَن شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر"

جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (حسام الحرمین)

وہ کتابیں اب تک اسی طرح چھپ رہی ہیں-پروفیسر صاحب کہ نزدیک یہ بھی فروعی اختلافات ہیں۔

ان چند مثالوں سے یہ ظاہر ہو گیا کہ پروفیسر صاحب کا ایک نیا مذہب ہے اور ان کے مذہب کے مطابق ان باطل فرقوں اور اہل سنت میں کوئی فرق نہیں ہے وہ سب کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز بھی جائز سمجھتے ہیں۔

زید کا قول اگر ناواقفی کی بنا پر ہے تو اسے سمجھنا چاہیے اور ان کو عاشق رسول کے بجائے اسلام کا برباد کرنے والا کہنا چاہیے-اگر زید جان بوجھ کر ایسا کہتا ہے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو علماے حرمین نے بیان کیا ہے لہذا اس کی امامت باطل و ناجائز ہے۔ مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(وقار الفتاوی، ج1، ص326 تا328)

عبد مصطفی

ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

(قسط4)

وقار ملت علیہ الرحمہ سے ایک سوال یہ کیا گیا کہ ادارۂ منہاج القرآن کے بانی پروفیسر طاہر القادری کا پروگرام مسلک اہل سنت کی ترویج وترقی کے لیے ہے یا نہیں؟ اور جو مولوی پروفیسر طاہر القادری کے ہم خیال ہیں وہ مسلک اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں؟ ایسے مولویوں کے پیچھے نماز پڑھنا شرعی لحاظ سے درست ہے یا نہیں؟

آپ علیہ الرحمہ جواب میں فرماتے ہیں کہ طاہر القادری نے جب یہ کہنا شروع کیا کہ بریلوی، دیوبندی، غیر مقلد اور شیعہ کے اختلافات فروعی ہیں اور سب کو مسلمان شمار کیا تو اس سے ظاہر ہو گیا وہ پاکستان میں نیا "ندوہ" قائم کر رہا ہے اور اس کے نزدیک حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنھما کو گالی دینا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا پر تہمت لگانا بھی فروعی بات ہے اور اس کے نزدیک یہ لوگ مسلمان ہیں اور جن لوگوں کی کتابیں توہین نبی سے بھری پڑی ہیں ان کو بھی مسلمان قرار دینا ان کے مزعومہ فروعی اختلاف کا نتیجہ ہے لہذا ایسا شخص سنی کیسے ہو سکتا ہے؟

اور اب حال ہی میں جن پارٹیوں سے اتحاد کیا ہے اس سے بھی یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔

یہ شخص سنیت کو تباہ کرنے والا ہے-اہل سنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے-اس کے ہم خیال اور ہم نوا مولوی، امام، امامت کے لائق نہیں-اہل سنت ان سے اپنے تعلقات منقطع کر لیں۔

(وقار الفتاوی، ج1، ص328)

عبد مصطفی

حساب لگائیے

ایک بے وقوف سے پوچھا گیا کہ تو کب پیدا ہوا؟ تو اس نے جواب میں کہا:

میں نصف (آدھے) رمضان میں چاند نظر آتے ہی عید کے تین دن بعد پیدا ہوا ہوں، اب جیسے چاہو حساب لگالو۔

(اخبار الحمقی والمغفلین مترجم، علامہ ابن جوزی، ص265)

ڈاکٹر طاہر القادری کے بیانات اور کتابوں کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ آپ پڑھ کر جیسے چاہیں حساب لگالیں۔

ڈاکٹر صاحب اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کہ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کسی صوفی نے کسی کو کافر نہیں کہا، کسی کی تکفیر نہیں کی اور پھر دوسرے کئی بیانات میں کفر کے فتوے جاری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ ایک طرف صحابیِ رسول کی عزت کی باتیں کرتے ہیں اور دوسری طرف فضائل بیان کرنے سے منع کرتے ہیں۔ ایک طرف اختلاف کرنے کی خصوصی دعوت بانٹتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ کوئی مولوی میرے فتوے سے اختلاف کر کے دکھائے!

ساری باتیں ڈاکٹر صاحب خود کہتے ہیں؛ تضاد ہی تضاد ہے۔

اب میں صرف اتنا کہوں گا کہ آپ حساب لگالیں۔

عبد مصطفی

آیت بعد میں نازل ہوئی

نبی کریم ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل (ہِرَقْل / ہِرَقُل) کی طرف ایک مکتوب روانہ فرمایا۔ اس مکتوب میں حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ لکھوائی:

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ-فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(آل عمران:64)

تعجب کی بات یہ ہے کہ مذکورہ آیت اس وقت نازل ہی نہیں ہوئی تھی!

یہ آیت اس مکتوب کے بھیجنے کے تین سال بعد نازل ہوئی ہے۔

اس سلسلے میں علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے نزول سے پہلے ہی اس کو لکھ دیا تھا اور بعد میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کے لکھے ہوئے کے موافق تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیت دوبارہ نازل ہوئی ہو لیکن یہ بعید ہے۔

(فتح الباری، ج1، ص517 بہ حوالہ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری)

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مَیں کہتا ہوں کہ اس میں ابن عربی کے اس قول کی تائید ہے کہ قرآن مجید کے مکمّل نزول سے پہلے آپ ﷺ کو اس کا اجمالی علم تھا۔

(نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، کتاب الوحی، ج1، ص161)

عبد مصطفی

حالت نماز میں تعظیم نبی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے (بائیں طرف سے دائیں طرف) اپنے آگے کیا، پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے تو میں پیچھے آگیا؛ پھر آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد مجھ سے فرمایا:

اس کا کیا سبب ہے کہ میں تمھیں آگے کرتا تھا تو تم میرے پیچھے ہو جاتے تھے؟

میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ، کیا کسی شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ نماز میں آپ سے آگے ہو جائے حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو اللہ نے اتنا (بلند ترین) مرتبہ عطا کیا ہے!

میرے اس جواب سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور میرے لیے یہ دعا کی کہ اللہ میرے علم و فہم کو زیادہ فرمائے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج5، ص178، ر3060)

اس روایت کو امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے بھی نقل کیا ہے۔

(فتح الباری، ج1، ص625)

شیخ شعیب الارنوط کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری و امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

(حاشیہ مسند احمد بن حنبل، ج5، ص178)

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کی شرح میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج1، ص340)

سبحان اللہ! صحابیِ رسول حالت نماز میں بھی نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کر رہے ہیں۔

آپ کا تعلق کسی بھی مکتبۂ فکر سے ہو، آپ ایک بار اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ آج یہ کون سے دین کی دعوت دی جارہی ہے کہ نماز میں حضور کا خیال لانا درست نہیں ہے اور اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیوں کہ حضور ﷺ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور بیل اور گدھے کا خیال تعظیم کے ساتھ نہیں آتا! اور غیر کی یہ تعظیم جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔

(-صراط مستقیم، اردو، ص150

صراط مستقیم، فارسی، ص86، ملخصًا)

یہ عبارت وہابیوں کے پیشوا اسماعیل دہلوی کی ہے اور آج بھی یہ کتابیں چھپ رہی ہیں۔ اگر نماز میں حضور کا خیال شرک کی طرف لے جاتا ہے تو کیا صحابیِ رسول کا نماز میں حضور کی تعظیم کرنا بھی راہ شرک پر قدم رکھنا ہے؟

ابھی بھی وقت ہے؛ ایسی عبارتوں اور ایسے عقیدے کو دیوار پر دے ماریں۔ جو ایسے خیالات رکھتا ہو اور ان نظریات کا حامی ہو اس سے منہ موڑ لیں تاکہ کل بروز محشر حضور ﷺ کے قدموں میں جگہ پاسکیں۔

بہت سادہ سا ہے اصول دوستی کو ثر اپنا
جو ان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

اور،

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

مختصر تذکرۂ وقار ملت

جامع معقولات و منقولات، پیر طریقت، مفتی اعظم پاکستان، حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے مشہور عالم دین تھے۔ آپ کی شخصیت اہل سنت کے آسمان پر ایک چمکتا ستارہ ہے جس کی روشنی ہمیشہ بر قرار رہنے والی ہے۔

صفر المظفر 1333 ہجری کو پیلی بھیت (ہندستان) میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد کا نام حافظ حمید الدین اور والدہ کا امتیاز النساء تھا۔ آپ کے والد، چچا اور خاندان کے کئی افراد حافظ قرآن تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا گھرانہ اسلامی ماحول کے رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ 14

ابتدائی تعلیم:

اسکول میں پانچویں کلاس تک تعلیم حاصل کی اور جب پانچویں کلاس کا امتحان ہوا تو آپ کو ضلع بھر میں پہلا درجہ (فرسٹ پوزیشن) حاصل ہوا اور انعام بھی ملا۔ اس کے بعد آپ کے اسرار پر آپ کو پیلی بھیت کے ایک مدرسے میں داخل کروایا گیا۔ اس مدرسے میں آپ کے اساتذہ میں حضرت مفتی وصی احمد محدث صورتی کے خاص شاگرد مولانا حبیب الرحمن بھی تھے۔ چار سال اس مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور پھر بریلی شریف کے "دار العلوم منظر الاسلام" میں داخلہ لیا۔

بریلی شریف میں آپ نے صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد، علامہ تقدس علی خان، مولانا سردار علی خان اور مولانا احسان الہی وغیرہ کو اپنے اساتذہ کے روپ میں پایا۔

بیعت و خلافت:

آپ کو حجۃ الاسلام، حضرت علامہ حامد رضا خان بریلوی کے دست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے چھوٹے بھائی مفتی اعظم ہند سے خلافت بھی حاصل ہوئی۔

علمی مقام:

آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک گاؤں کے کچھ لوگوں نے مفتی اعظم ہند سے کہا کہ غیر مقلدین ہمیں بہت پریشان کرتے ہیں لہذا آپ کسی عالم کو (مناظرے کے لیے) بھیج دیجیے؛ مفتی اعظم ہند کی نگاہوں میں جو نام آیا وہ وقار ملت علیہ الرحمہ کا تھا- آپ مناظرے کے لیے تشریف لے گئے اور اللہ تعالی نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

آپ کے مطالعے کا یہ عالم تھا کہ پوری پوری رات مطالعے میں گزار دیتے تھے!

1947ء میں آپ نے پاکستان کا رخ کر لیا اور پھر وہیں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

روزگار کے سلسلے میں آپ تجارت کرتے تھے۔

آپ نے اپنے زمانے میں اٹھنے والے فتنوں کا بھرپور رد کیا جس میں ایک ڈاکٹر طاہر کا فتنہ بھی ہے۔

وصال:

حدیث کی تعلیم دیتے ہوئے 16 ربیع الاول 1410 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

(ماخوذ من وقار الفتاوی)

اللہ تعالی کی ان پر کروڑوں رحمتیں ہوں اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

عبد مصطفی

ہمارے زمانے کی عورتیں

عورتوں کے مسجد جانے کے متعلق ام المومنین، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کے اس بناؤ سنگھار کو دیکھ لیتے جو انھوں نے اب ایجاد کیا ہے تو ان کو (مسجد میں آنے سے) منع فرما دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔

(بخاری شریف، ج1، ص472، ر869)

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ (م855ھ) لکھتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا عورتوں کے اس بناؤ سنگھار کو دیکھ لیتیں جو انھوں نے ہمارے زمانے میں ایجاد کر لیا ہے اور اپنی نمائش میں غیر شرعی طریقے اور مذموم بدعات نکال لی ہیں، خاص طور پر شہر کی عورتوں نے تو وہ (حضرت عائشہ صدیقہ) ان عورتوں کی بہت زیادہ مذمت کرتیں۔

(عمدۃ القاری، ج6، ص227)

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر علامہ عینی ہمارے زمانے کی فیشن زدہ عورتوں کو دیکھ لیتے تو حیران رہ جاتے۔ اب اکثر عورتوں نے برقع لینا چھوڑ دیا ہے، سر کو دوپٹے سے نہیں ڈھانپتیں، تنگ اور چست لباس پہنتی ہیں، بیوٹی پارلر میں جاکر جدید طریقوں سے میک اپ کراتی ہیں، مردوں کے ساتھ مخلوط اجتماعات میں شرکت کرتی ہیں، مراتھن دوڑ میں حصّہ لیتی ہیں، بسنت میں پتنگ اڑاتی ہیں، ویلین ٹائنس ڈے مناتی ہیں، اس قسم کی آزاد روش میں عورتوں کے مسجد میں جانے کا تو خیر کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

(نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج2، ص798)

میں (عبد مصطفی) کہتا ہوں کہ اب تو حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ بعض اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ سامنے کوئی جناب ہیں یا محترمہ! ایسا فیشن نکلا ہے کہ مرد اور عورت میں تمیز کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

ایک فکر لوگوں کے ذہنوں میں ڈالی جا رہی ہے کہ "عورتیں مردوں سے کم نہیں" اور اسی مقابلے کے چکر میں عورتوں نے شرم و حیا نام کی چیز کو اپنی لغت (ڈکشنری) سے مٹا (ڈلیٹ کر) دیا ہے"!

اب تو ایسا لگتا ہے کہ ان کے لیے صرف دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

عبد مصطفی

بڑی مسجد اور کم نمازی

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

لوگوں پر ایک ایسازمانہ بھی آئے گا کہ جب وہ مساجد کی تعمیر میں ایک دوسرے کے سامنے فخر کا اظہار کریں گے اور ان میں سے تھوڑے لوگ انھیں (یعنی مساجد کو نمازوں سے) آباد کریں گے۔

(صحیح ابن خزیمہ، ج2، باب کراھۃ التباھی فی بناء المساجد...الخ، ر1321، ط شبیر برادرز لاہور)

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو کچھ فرمایا وہ حرف بہ حرف حق ہے اور آج ہم اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

عالیشان مساجد تعمیر کر دی گئی ہیں، ایک مرتبہ میں ہزاروں بلکہ کہیں کہیں لاکھوں لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں لیکن نماز پڑھنے والے گنے چنے لوگ ہیں۔ فجر کی نماز میں بعض مقامات پر کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ امام اور مؤذن کے علاوہ تیسرا کوئی نہیں پہنچتا۔

مساجد کی تعمیر میں ایک دوسرے کے سامنے فخر کا اظہار تو یوں کیا جاتا ہے جیسے اسی کے مطابق ہمیں آخرت میں اعلی درجہ دیا جانا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں مساجد کو آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبد مصطفی

درد امتی کو، تکلیف جنتی حور کو!

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو تنگ کرتی ہے تو (جنتی) حوریں جو کہ جنت میں اس (شوہر) کی زوجہ ہوں گی، کہتی ہیں:

اے عورت! اسے تنگ نہ کر، تیرا ستیاناس یہ شوہر تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا۔

(انظر: ابن ماجہ، باب فی المراۃ توذی زوجھا، ج1، ص560، ملخصًا)

اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد صرف یہ بتانا نہیں ہے کہ عورتوں کو اپنے شوہر کو تکلیف نہیں دینی چاہیے بلکہ اس روایت سے دو اہم مسئلے بھی معلوم ہوئے:

(1)اگر کسی بندے کو دور سے پکارنا شرک ہوتا تو جنتی حوریں دنیا کی عورتوں کو نہ پکارتیں اور جو کہتا ہے کہ نبی کو پکارنے سے مسجد گندی ہو جاتی ہے توبہ قول اس کے غیر نبی کو پکارنے کی وجہ سے جنت بھی گندی ہو جانی چاہیے!

(2)جب کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو تنگ کرتی ہے تو جنت کی حور سن لیتی ہے؛ جب جنت کی ایک مخلوق کی سماعت کا یہ عالم ہے تو مالک جنت، صاحب شریعت ﷺ کی سماعت کا کیا عالم ہو گا۔

ممکن ہے کہ کسی کے پیٹ میں اس حدیث کی سند کو لے کر درد اٹھے لہذا دوا کے طور پر ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(صحیح سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ نمبر 341)

عبد مصطفی

طوبی

جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبی ہے۔ اس درخت کے بارے میں ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

درختِ طوبی، اخروٹ کے درخت کے مشابہ ہے۔

ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! اس کی جڑ کتنی بڑی ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر تم اونٹ پر سوار ہو تو وہ اونٹ چلتے چلتے بوڑھا ہو جائے اور تم اس کی جڑ کا احاطہ نہیں کر سکو گے!

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ طوبی جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں جنت کے ہر گھر میں ہیں اور اس درخت پر خوب صورت پھل ہیں اور ہر حسین پرندہ اس درخت پر بیٹھا ہے۔

(عمدۃ القاری، ج5، ص216 بہ حوالہ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری)

عبد مصطفی

علی دا چوتھا نمبر

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل کہے، میں اس بہتان لگانے والے کو بہتان کی حد(یعنی 80 کوڑے)لگاؤں گا۔

(1)فضائل الصحابۃلاحمدبن حنبل، ج1، ص294،ر387

(2)السنۃلعبداللہ بن احمد بن حنبل، ج2، ص562،ر1312

(3)المؤتلف والمختلف للدار قطنی، ج2، ص807

(4)-السنۃ الابن ابي عاصم، جلد2، صفحہ نمبر575، رقم1219

(5)الاعتقاد والھدایۃ علی سبیل الرشاد علی مذھب السلف واصحاب الحدیث للبیھقی، ص358

(6)الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب، ص376

(7)الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر، ص434،ر1490

(8)مختصر تاریخ دمشق لابن منظور، ج19، ص20

(9)الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ج1، ص90

(10)الصواعق المحرقۃ علی اھل الرفض والضلال والزندقۃ، ج1، ص177

(11)العطایاالنبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، ج29، ص367

(12)مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین لامام احمد رضا، ص143

(13)مسند امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ واقوالہ علی ابواب العلم لابن کثیر، ج2، ص523

(ماخوذ من مولود کعبہ کون)

عبد مصطفی

چاند اور سورج جھنم میں جائیں گے!

حضرت عبد اللہ داناج اور سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف بصرہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، امام حسن بصری آئے اور وہ بھی وہیں بیٹھ گئے۔

حضرت عبد اللہ داناج نے حدیث بیان کی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک چاند اور سورج قیامت کے دن دو بیل ہوں گے جن کو لپیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

امام حسن بصری نے پوچھا: ان کا کیا گناہ ہو گا جو انھیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا؟ تو عبد اللہ داناج نے کہا: میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں۔

یہ سن کر حسن بصری خاموش ہو گئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انھیں دوزخ میں ڈالنا بہ طور سزا نہیں ہے بلکہ سورج اور چاند کی پرستش کرنے والوں کی مذمت اور ان کو رسوا کرنے کے لیے انھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا کہ دیکھو! جن کو تم خدا سمجھتے تھے اور جن کی پرستش کرتے تھے، تم کو عذاب سے بچانا تو در کنار آج وہ خود دوزخ میں پڑے ہیں اور خود کو دوزخ سے نہیں نکال سکتے۔

(-اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری للامام ابی سلیمان حمد بن محمد الخطابی، ص1476، ر3200

-مشکوۃ المصابیح، ج3، ص107، ر5692

نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج6، ص224، 225)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ چاند اور سورج عذاب پانے کے لیے دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے جائیں گے۔ ان کی گرمی عذاب کی گرمی سے مل کر عذاب کو دوبالا کر دے گی۔ دیکھو دوزخ میں عذاب دینے کے لیے فرشتے بھی تو ہوں گے مگر وہ عذاب پانے کے لیے وہاں نہیں گئے

بلکہ عذاب دینے کے لیے ہوں گے۔ نیز چاند اور سورج نور ہیں اور نور کو نار تکلیف نہیں دیتی، دیکھو مومنین، گنہگاروں کو نکالنے کے لیے دوزخ میں جائیں گے مگر بالکل تکلیف نہ پائیں گے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج7، ص405، ح5692)

عبد مصطفی

گناھوں کا نیکیوں میں بدلنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

(الفرقان:70)

یعنی جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

امام ابو منصور ماتریدی (متوفی 333ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

گناہوں کو نیکیوں سے بدلنے کے دو معنی ہیں؛ ایک یہ کہ گناہ کرنے والے جب اپنے گناہوں سے توبہ کرلیتے ہیں اور ان گناہوں پر نادم ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ کی زندگی میں یہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ ہَر گزشتہ گناہ کی جگہ ایک نیکی کرلیتے ہیں اور یوں (اس توفیق کے سبب) ان کا ہر گناہ نیکی میں تبدیل ہو جاتا ہے،

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ دنیا میں لوگوں کو اگر اپنے گناہوں پر ندامت اور حسرت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادے گا۔

(تاویلات اھل السنۃ، ج8، ص45 بہ حوالہ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج8، ص410)

ہمارے گناہوں کی تعداد بہ ظاہر نیکیوں سے کئی گنا زیادہ ہیں!

ہمیں اپنے گناہوں پر نادم ہونا چاہیے اور ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنی چاہیے تا کہ اللہ تعالی ہمارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے-بے شک اللہ تعالی کی رحمت کے آگے یہ ایک چھوٹی سی چیز ہے۔

عبد مصطفی

جاہل حفاظ کی منگھڑت روایت

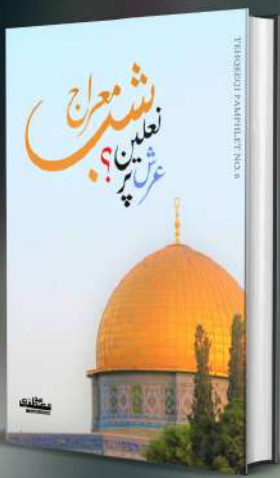
بعض جاہل حفاظ بچوں کو پڑھاتے کم اور مارتے زیادہ ہیں اور جب انھیں منع کیا جائے تو ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ استاد کی مار سے دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور جس جگہ استاد کی مار پڑے گی اس جگہ دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی-استاد صاحب ایک تو مار بھی رہے ہیں اور اوپر سے اس کی حکمت بھی بیان فرما رہے ہیں! واہ استاد صاحب۔۔۔،

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض جاہل حفاظ اور قُرّا نے یہ حدیث گھڑی ہے کہ استاد کی مار سے..... الخ۔ یہ حدیث جھوٹی اور منگھڑت ہے اور نبی پر جھوٹ باندھنا گناہ کبیرہ ہے-ان جھوٹوں سے پوچھا جائے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے؟

(انظر: نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج10، ص257)

عبد مصطفی

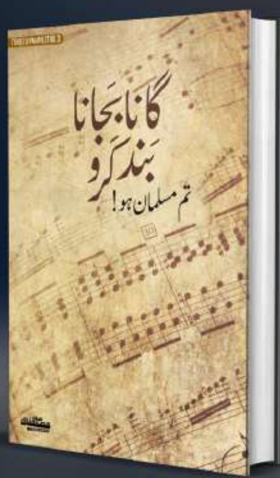
OUR OTHER PAMPHLETS





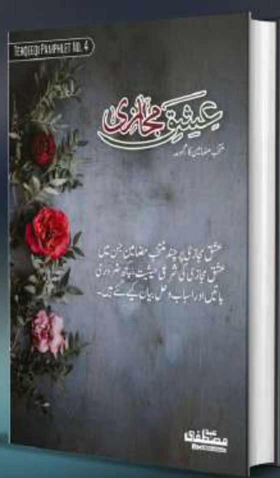














عبد مصطفی
AM ABDE MUSTAFA